ABSTRACT

Nazeer Siddiqui's letters to Hasan Abbas

Nazeer Siddiqui has written these four letter to Hasan Abbas, Head of Persian Department, Vinarsi University India, generally communicating about his books reproduced in India.
This brief article, highlights cross boarder scholarly and literary contacts inspite of government level hostilities.

ڈاکٹر سید حسن عباس

نظیر صدیقی کے خطوط

اسلام آباد، پاکستان

۸۸/۹/۱۲ء

(۱)

محترمی حسن عباس صاحب،   السلام علیکم

عنایت نامہ مورخہ ۲۷/اگست ایک خوشگوار حیرت کے طور پر ملا۔ اگر پچھلے سال آپ سے ملاقات ہو جاتی تو مجھے بے حد مسرت حاصل ہوتی۔ آپ کے خط سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ عزیزی جلال اصغر فریدی سے آپ کی عزیز داری ہے یا نہیں۔ مگر آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ میرے عزیزوں میں سے ہیں۔ اگر آپ کے ساتھ عزیز داری نہ بھی ہو تو یہی کیا کم ہے کہ آپ میرے ہم وطنوں میں سے ہیں۔ میرا تعلق موضع سرائے ساہو ضلع چھپرا سے ہے۔ پچھلے پانچ چھ سال کے دوران مجھے دو تین مرتبہ ہندوستان کے بین الاقوامی سیمناروں میں شرکت کا موقع ملا اور بہت سے لوگوں سے تعلقات کی تجدید ہوئی۔ ویسے آپ کو معلوم ہے کہ خود اپنے وطن کے لیے غریب الوطن بن چکا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ جلال اصغر کے ذریعہ میری کم از کم ایک کتاب آپ تک پہنچی اور ایک ایسی کتاب پہنچی جو آپ سے میرے تعارف کا ایک نہایت عمدہ ذریعہ ثابت ہوگی۔ آپ کے پاس 'شہرت کی خاطر' کا غالباً ہندوستانی ایڈیشن ہوگا جس میں پاکستانی ایڈیشن سے ایک انشائیہ کم ہے۔ میری ایک اور کتاب 'میرے خیال میں' کا ہندوستانی ایڈیشن موڈرن پبلشنگ ہاوس نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۲ سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ میرے تنقیدی مضامین کا دوسرا مجموعہ ہے جو پہلے مجموعے (تاثرات وتعصّبات) کی طرح پاکستان میں گزشتہ ۱۸ سال سے نایاب ہے۔ جب کوئی پبلشر ملتا ہے تو اپنی کوئی نئی کتاب چھپوالیتا ہوں۔ اس وقت تک ایک درجن سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ میرے پاس ہر کتاب کی ایک ایک جلد رہ گئی ہے۔ کتابیں خرید کر بھیجنا میرے بس کی بات نہیں رہی۔ ان دنوں ایک مکان کی تعمیر و تکمیل میں لگا ہوا ہوں جس نے مجھے غریب تر کر دیا ہے۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ جیسا باذوق صاحب قلم میرے قارئین میں سے ہو۔ ماہِ رواں میں راولپنڈی سے میری ایک کتاب 'دوسفرنامے' (ایک سفر

نامہ لندن کا ہے دوسرا کلکتہ اور بمبئی کا) شائع ہونے والی ہے اور اکتوبر میں میری ایک انگریزی کتاب Iqbal and Redhakrishnan بیک وقت ہندوستان (نئی دہلی) اور پاکستان (راولپنڈی) سے شائع ہونے والی ہے۔

میں آپ کی کتاب 'جذبؔ گوپالپوری' ضرور دیکھوں گا اور اس کے بارے میں اپنے تاثرات لکھ بھیجوں گا۔ میں جذب کے نام اور کلام سے اب تک بالکل ناواقف رہا ہوں۔ خدا کرے وہ جمیل مظہری اور اجتبیٰ رضوی (ان دونوں پر میرے مضامین میری دو کتابوں میں موجود ہیں) کی طرح ہم لوگوں کے لیے باعث فخر ہوں اور اگر نہ ہوں تو ہمارے وطن کے لیے جمیل مظہری اور اجتبیٰ رضوی کا ہونا کافی ہے۔

آپ کے جو احباب آپ کی وساطت سے مجھے جانتے ہیں ان کی خدمت میں بھی سلام عرض ہے۔ آپ سے ملاقات تو نہ جانے کب ہوگی۔ آپ کا دیدار فوٹو کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ چوں کہ آپ میں بھی مجھ سے ملنے اور مجھے دیکھنے کی فطری خواہش موجود ہو گی، اس لیے تصویر بھیجنے کے سلسلے میں خود میں پہل کرتا ہوں۔ باقی آئندہ

مخلص

نظیر صدیقی

(۲)

حسن عباس صاحب محترم، السلام علیکم

آپ مجھے استاد نہ کہیں، میرے دوست ہیں۔ آپ کا خط مورخہ ۱۸/ اکتوبر، مجھے ۲۹/ اکتوبر کو مل گیا تھا۔ اس سے پہلے 'قصائد جذب' کا مسودہ بھی مل گیا تھا۔ اکتوبر سے لے کر تادم تحریر میں بے حد مصروف رہا ہوں۔ اس لیے مسودے اور خط کی رسید تک نہ بھیج سکا۔ مسودہ پڑھنے کے بعد کچھ عرض کروں گا۔ ویسے ایک بات ظاہر ہے کہ قصیدے میں اردو کا کوئی شاعر سودا اور ذوق کو نہ پہنچ سکا اور اب اگر کوئی ان دونوں کے اِردگرد پہنچ بھی جائے تو چوں کہ اب قصیدے کی شاعری کی اہمیت ہی باقی نہ رہی اس لیے اب کسی کا، سودا اور ذوق کے قریب پہنچنا بھی بے سود ہے۔ قصیدہ گوئی شاعری سے زیادہ حصول معاش کا ذریعہ تھی۔ مجھے قصیدے میں اعلیٰ درجے کی شاعری بہت کم نظر آتی ہے اور جتنی شاعری غالب کے ہاں نظر آتی ہے اتنی کسی اور کے ہاں نظر نہیں آتی۔ سو غالب کا بھی اصل کمال قصیدے میں نہیں، غزل میں ظاہر ہوا ہے۔ بہرحال آپ نے جذب کی قصیدہ نگاری پر جو تحقیقی محنت کی ہے وہ اپنی جگہ قابل داد ہے۔

'دو سفرنامے' کا سرورق ابھی تک شائع نہ ہوسکا، لہٰذا وہ کتاب ابھی تک بازار میں نہ آسکی۔ آپ ڈاکٹر ولی الحق کا پتا بھیج دیں، کوشش کروں گا کہ یہ کتاب ان تک پہنچ جائے۔

ڈاکٹر مہر میرے کرم فرماؤں میں سے ہیں۔ ایک اور ذریعے سے بھی ان کا سلام پہنچا ہے۔ آپ میرا سلام ان کی خدمت میں پہنچائیں اور ان کی خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔

ملتان یونیورسٹی کی دعوت پر آج تین دن کے لیے ملتان جا رہا ہوں۔ واپسی کے بعد 'قصائد جذب' دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ آپ شعر و ادب کے جدید موضوعات سے دل چسپی لیں تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔ امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔

مخلص

نظیر صدیقی

(۳)

اسلام آباد، پاکستان

۸۸/۱۲/۱۹ء

برادرعزیز،   السلام علیکم

آپ کے دونوں خط (مورخہ ۲۳/نومبر اور ۷/دسمبر) مل گئے تھے۔حسب فرمائش 'قصائد جذب' پر ایک نظر ڈال کر اسے واپس بھیج رہا ہوں۔جس موضوع اور مقالے پر آپ کو ڈاکٹریٹ کی سند مِل چکی ہے اس کے بارے میں کیا کہنا ہے۔اس میں شک نہیں کہ جذب مرحوم ایک قادرالکلام شاعر تھے اور ان کی طبیعت کو قصیدہ نگاری سے خاص مناسبت تھی۔کاش وہ ستر ہویں یا اٹھارویں صدی میں پیدا ہوئے ہوتے۔اس زمانے میں انھیں ان کا مقام مل جاتا۔بیسویں صدی کی شاعری میں قصیدے کی گنجائش نہیں رہی۔آپ اپنا مقالہ اردو اکادمی میں ضرور داخل کر دیں تاکہ جذب کا کلام اور اس پر آپ کا کام، دونوں محفوظ ہو جائیں۔علمی نقطۂ نظر سے علمی و ادبی سرمائے کا تحفظ ضروری ہے۔

'حافظ شیرازی کانفرنس میں' ہماری یونیورسٹی سے میرے دو رفقائے کار ڈاکٹر محمد ریاض (صدر شعبۂ اقبالیات) اور پروفیسر ڈاکٹر شبلی (رجسٹرار یونیورسٹی) شرکت کے لیے شیراز گئے تھے۔ڈاکٹر مہر، ڈاکٹر ریاض اور ڈاکٹر شبلی کے ہم درس (پی ایچ ڈی میں) رہے ہیں اور تینوں نے طہران ہی سے پی ایچ ڈی کی ہے۔انھیں لوگوں کے ساتھ بہار کے ڈاکٹر کلیم سہسرامی بھی تھے جو میرے دوستوں میں سے ہیں اور آج کل بنگلہ دیش میں ہیں۔

ہندوستان میں میری کتاب Iqbal and Redhakrishnan، ۸/دسمبر کو نئی دہلی سے شائع ہونے والی تھی۔امید ہے شائع ہو گئی ہوگی۔ابھی یہاں نہیں پہنچی۔کتاب کے پبلشر کا پتا یہ ہے:

Sterling Publishers Private Ltd,

L-10 Green Park Extension.

New Delhi-110016.

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے۔نیا سال مبارک ہو۔

خیریت کا طالب

نظیر صدیقی

Prof. Nazeer Siddiqi.

Chairman, Department or Urdu

Allama Iqbal Opern University,

Islamaad, Pakistan.

Off: 856034, Res: 413584

Dated: 5.7.1990

(۴)

عزیز مکرم،　　　　　　السلام علیکم

آپ کے دونوں خط ملے۔ پہلے خط کا جواب نہ دے سکنے کا نہایت افسوس ہے۔ ادھر کئی مہینے سے کچھ خاص حالات کا شکار رہا ہوں۔ بیگم گزشتہ چھ سات مہینے سے بیمار ہیں۔ اب رو بہ صحت ہیں مگر صحت یابی کی رفتار نہایت سست ہے۔ بیگم کے علاوہ میرا ایک چھوٹا بھائی اسلام آباد کے ایک فیڈرل گورنمنٹ کالج میں اردو کا لیکچرار ہے، گزشتہ ایک سال سے بیمار ہے۔ پچھلے چھ مہینے کے اندر اس کے مرض میں ناقابل برداشت شدت پیدا ہوگئی۔ گلے میں درد کے باعث کھانے پینے سے معذور ہوگیا۔ یہاں کے ڈاکٹروں نے اس کے مرض کو ایک مہلک فالج قرار دیا اور اس کا علاج کرنے میں ناکام رہے۔ ڈھائی تین مہینے سے وہ علاج کے لیے کراچی میں ہے۔ وہاں کے تین ڈاکٹروں نے اس کے مرض کو کینسر قرار دیا ہے۔ علاج جاری ہے۔ میں ۷/نومبر سے ریٹائر ہو رہا ہوں۔ مجھے ریٹائرمنٹ کے بعد کم از کم دو سال کے لیے ملازمت کی شدید ضرورت ہے اور یہاں (پاکستان) میں کسی اچھی ملازمت کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ یہ وہ حالات ہیں جن کی بنا پر بعض اوقات خط کا جواب لکھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے مالی حالات ایسے ہیں کہ میں اپنی کوئی کتاب خرید کر بھیج نہیں سکتا۔ چوں کہ آپ میرے سفرنامے کے لے بہت مصر ہیں اس لیے میں نے سوچا ہے کہ ڈاکٹر ریاض یا عارف نوشاہی صاحب کے ہاتھ اپنی ذاتی کاپی آپ کے لیے بھیج دوں گا۔ ہندوستان میں خدا بخش لائبریری میں میری تقریباً تمام کتابیں موجود ہیں۔

۱۹۸۷ء میں جب میں اقبال سے متعلق ایک بین الاقوامی سیمنار میں علی گڑھ گیا تھا تو مجھے مظفر پور جانے کا بھی موقع ملا تھا۔ مظفر پور یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے پروفیسر ڈاکٹر قمر اعظم ہاشمی نے اصرار کیا تھا کہ مجھ پر پی ایچ ڈی کا کام ہونا چاہیے۔ اس کے لیے انھوں نے اپنے ایک طالب علم رضی حیدر کا نام تجویز کیا۔ میرا ایک لمبا سا انٹرویو ٹیپ ریکارڈ کیا اور مجھ سے تعاون کی خواہش کی۔ میں نے اپنی کئی کتابیں اور کتابوں سے متعلق مضامین اور تبصرے وغیرہ رضی حیدر کے نام بھیج دیے۔ پی ایچ ڈی کا خاکہ بنا دیا۔ اتنا مواد فراہم کر دیا کہ اگر رضی حیدر میرے مقرر کردہ عنوانات کے چوکھٹے میں میرا فراہم کردہ مواد ڈال دیتے تو ان کا مقالہ تیار ہو جاتا۔ شروع شروع میں انھوں نے اور ڈاکٹر قمر اعظم نے مجھ سے خط و کتابت بھی کی۔ پھر دونوں نے میرے خطوں کا جواب دینا ترک کر دیا۔ میں نے اپنے بھانجے جلال اصغر فریدی کو دو ایک خط لکھے کہ وہ صرف اتنا معلوم کر کے بتا دیں کہ ڈاکٹر قمر اعظم اور رضی حیدر نے میرے خطوں کا جواب دینا کیوں ترک کر دیا۔ لیکن جلال اصغر نے میرے ایک خط کا بھی جواب نہیں دیا۔ اگر آپ اپنے وسائل سے یہ راز معلوم کر سکتے ہوں تو معلوم کر کے بتائیں کہ یہ قصہ کیا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ مجھے اس کا افسوس نہیں ہے کہ مجھ پر پی ایچ ڈی کا کام نہ ہو سکا۔ جو چاہ گا اپنے فائدے کے لیے یہ کام کرے گا لیکن میں اتنا ضرور جاننا چاہتا ہوں کہ جو کام ان لوگوں کے اصرار سے شروع ہوا تھا وہ کیوں رُک گیا۔

میرے سفرنامے سے کئی گنا زیادہ اہم میری انگریزی کتاب 'اقبال اینڈ راھاکشنن' ہے جسے Sterling Publication Ltd, L-10 Green Park Extension, New Delhi-110016 نے شائع کی ہے۔ قیمت 125-00 روپے ہے۔ اسے آپ پڑھیں اور دوسروں کو پڑھوائیں۔ خدا بخش لائبریری میں یہ کتاب بھی موجود ہے۔

کیا آپ کے ریڈیو کے انگریزی یا اردو سیکشن میں میرے لیے کوئی گنجائش ہو سکتی ہے؟ ڈاکٹر مہر سے میرا اسلام کہیے۔

مخلص

نظیر صدیقی

حواشی:

۱ اس خط کے ہمراہ پاسپورٹ سائز کی ایک سیاہ وسفید تصویر بھی موصول ہوئی تھی۔

۲ اس خط پر تاریخ درج نہیں ہے۔ یہ اکتوبر ۱۹۸۸ء کے بعد کا ہی لکھا ہوا ہے۔ غالباً نومبر میں لکھا ہوگا۔

۳ 'قصائد جذب' محمد وآل محمدؐ کی مدح میں ہیں۔ وہ قصائد جو عقیدت کے جذبات سے لبریز ہو کر لکھے گئے ہیں ان میں بھی اعلا شاعری کے نمونے موجود ہیں۔ یہ حصول معاش کا نہیں بلکہ سعادت دارین کا ذریعہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں نظامی پریس لکھنو سے چھپی۔

۴ ڈاکٹر ولی احمد ولی مظفر پوری میرے ہم سبق بی اے (اردو آنرز) سے لے کر اب تک ہمارے درمیان تک گونہ انسیت ومحبت برقرار ہے۔ ایم اے (اردو) کی طالب علمی کے زمانے میں ہم دونوں نے مظفر پور میں 'ادراک' کی طرح ڈالی تھی اور 'ادراک' کا پہلا شمارہ استاد محترم پروفیسر اعظم ہاشمی (سابق صدر شعبۂ اردو لنگٹ سنگھ کالج مظفر پور) کی نگرانی میں جولائی ۱۹۸۲ء میں ۸۰ صفحات پر مشتمل میگزین سائز میں منظر عام پر آیا۔ اس کی ادارت میں محمد سلیم اللہ، ولی احمد ولی اور سید حسن عباس کا نام شامل تھا۔ دوسرا تیسرا شمارہ جنوری ۱۹۸۳ء اور شمارہ نمبر ۴ تا ۷/ جنوری ۱۹۸۴ء منظر عام پر آیا تھا۔ اس کے بعد یہ بند ہوگا۔ پھر میں نے جنوری ۲۰۰۱ء میں گوپال پور (سیوان) سے اس کی تجدید اشاعت کا عمل شروع کیا۔ اس کے پہلے شمارے میں 'ادراک' مظفر پور کے شماروں کا اشاریہ بھی شائع کر دیا گیا ہے۔

۵ میرے پی ایچ ڈی (اردو) کے تحقیقی مقالے کا عنوان 'قصائد جذب' کی تدوین نہیں بلکہ 'بہار میں اردو مرثیہ نگاری' تھا۔ جس پر جون ۱۹۸۸ء میں بہار یونیورسٹی مظفر پور نے سند سے نوازا۔ پروفیسر نظیر صدیقی کو اشتباہ ہوگیا تھا۔

پس نوشت:

نام: ڈاکٹر سید حسن عباس، تاریخ پیدائش: ۲/ اکتوبر ۱۹۶۰ء، مقام پیدائش: موضع گوپال پور، ضلع سیوان (بہار)

تعلیم: ایم اے (اردو) ایم اے (فارسی، تہران یونیورسٹی)، پی ایچ ڈی (اردو، بہار یونیورسٹی، مظفر پور) ڈی لٹ (فارسی، تہران یونیورسٹی، ایران)

مطبوعہ کتب: ☆احوال وآثار میر غلام علی آزاد بلگرامی، تہران، ۲۰۰۵ء، (فارسی) ☆قصائد جذب گوپال پوری ۱۹۹۳ء، لکھنؤ (اردو)

☆رضا لائبریری کی علمی وراثت، ۱۹۹۶ء، رام پور (اردو) ☆قند پارسی ۲ جلد مقالات پروفیسر نذیر احمد، تہران

☆گفتار ہای پژوهشی در زمینہ ادبیات فارسی، (مقالات پروفیسر سید امیر حسن عابدی)، تہران، (فارسی)

☆ارمغانِ علمی، نذر حنیف نقوی، ۲۰۱۰ء۔ ☆قند مکرر پارسی (ترجمۂ فارسی مقالات نذیر احمد) تہران، ۲۰۱۱ء

☆دو رسالہ در نقد ادبی (فارسی) رام پور رضا لائبریری، ۱۹۹۶ء ☆ذکر نادم بلخی، ۲۰۰۵ء

☆حکیم سید ظل الرحمٰن، حیات وخدمات، ۲۰۰۵ء

موجودہ پتا: صدر شعبۂ فارسی بنارس ہندو یونیورسٹی، وارانسی، مدیر اعزازی: مجلّہ ادراک گوپال پور، باؤ گنج، سیوان، (بہار) **مدیر**